حافظ محمد بلال اعجاز*

''دارالمصنفین شبلی اکیڈمی'' اعظم گڑھ اور مولانا ضیاء الدین اصلاحی مرحوم

(تعارف و خدمات)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد جب ہندوستان میں دولت اسلامیہ کا خاتمہ ہوا اور انگریزوں کا اس ملک پر تسلط قائم ہوا تو انگریزں نے جذبہ انتقام میں مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے۔ لاکھوں معصوم و بے گناہ انسان ظلم و بربریت کا شکار ہوئے، سرِ بازار پھانسیاں دی گئیں۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ ہندوستان میں اسلامی تہذیب اور اقدار و روایات جنہیں مسلمان اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے کی شکست کے مترادف تھا۔ اس المناک سانحہ پر مولانا قاسم نانوتویؒ لکھتے ہیں کہ: ''اور یہ وہ معرکہ تھا جس میں ملکِ ہندوستان میں شوکتِ اسلام بالکل زائل ہوگئی تھی اور مغلیہ سلطنت کے جسم کی جان نکل گئی اور کارخانہ اسلام تہ بالا ہوگیا تھا، مسلمان ہونا ہی جرم ہوگیا تھا، اکابرین دین کا خاتمہ ہوگیا تھا، ہر مسلمان سراسیمہ حال تھا، ہر مومن شکستہ حال تھا۔ ہندوستان میں ایسی گہری اندھیری چھائی ہوئی تھی نہ میں تجھ اور نہ تو مجھ حال تھا یا نفسا نفسی کا مقام تھا جتنا جو بڑا تھا اتنا ہی بڑا اس پر صدمہ تھا۔ اکثر اکابرین دین جنت الفردوس کو سدھارے اور بعض جو پنجہ اجل سے بچے اس ملک سے ہجرت فرما گئے۔ ہندوستان میں اسلام پر قریب اسی کے صدمہ عظیم واقع ہوا ہے۔ جیسے رسول مقبول ﷺ کی وفات شریف پر کل اسلام پر مسلمانوں کی قلت، کفار کی کثرت، کفر کی شدت بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب دین نسیاً منسیا ہو جائے گا۔''(۱)

انہی خطرات کو محسوس کرتے ہوئے مسلمان علماء و فضلاء اس طرف متوجہ ہوئے۔ مسلمان مصنفین کا ایسا طبقہ پیدا ہوا جنہوں نے اسلام اور اسلامی تہذیب و تاریخ کی مدافعت کو اپنا شعار بنا دیا اور اس حوالے سے تصنیفی و تالیفی کام کیے۔

برصغیر پاک و ہند میں اس حوالے سے علامہ شبلی نعمانیؒ رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ کو احساس تھا کہ نوجوان

* اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب لاہور۔

نسل اپنی اقدار و روایات سے بیگانہ ہوتی جارہی ہے، لہٰذا اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ انکے سامنے اسلام کی دائمی تعلیمات اور مشاہیر اسلام کی تابندہ علمی و عملی تاریخ پیش کی جائے اور ان کے زریں کارناموں سے ان کو روشناس کرایا جائے۔ اس مقصد کے لیے آپ کے ذہن میں ''دارالمصنفین'' کے قیام کی تجویز آئی۔ مارچ ۱۹۱۰ء کے اجلاس دہلی میں دارالعلوم کی جو سہ سالہ رپورٹ لکھ کر انہوں نے پیش کی تھی اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ: ''قومی اور مذہبی ضروریات میں جس قدر، ایک قومی مدرسہ، ایک قومی کالج، ایک قومی یونیورسٹی کی ضرورت ہے، اسی قدر ایک قومی کتب خانہ اعظم کی بھی ضرورت ہے۔ اگر مسلمانوں کے مذہب، مسلمانوں کے علوم، مسلمانوں کی قومی تاریخ کو زندہ رکھنا ہے تو ضروری ہے کہ ایک ایسا کتب خانہ بہم پہنچایا جائے جس میں علوم مذہبی سے متعلق نادر و بیش بہا تصانیف موجود ہوں جس میں مسلمانوں کے خاص ایجاد کردہ علوم و فنون کا کافی سرمایہ ہو جس میں ہر فن کے متعلق وہ تمام کتابیں موجود ہوں جو اس فن کے دور ترقی کے مدارج ہیں، جن میں قدماء کے عہد کی یادگاریں ہوں اور ان سب باتوں کے ساتھ یہ کتب خانہ کسی کا ذاتی نہ ہو بلکہ وقف عام ہو، تا کہ تمام ہندوستان کے مسلمان اور بالخصوص مصنفین اور اہل قلم اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔'' (۲)

سید سلیمان ندویؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہؒ نے اسی جلسہ میں پڑھنے کے لیے ''ندوہ میں ایک عظیم الشان کتب خانہ کی ضرورت'' کا عنوان میرے حوالے فرمایا تھا اور ارشاد ہوا تھا کہ اس سلسلہ میں ایک دارالمصنفین کے قیام کی تجویز پیش کرو۔'' (۳)

یہ تمام منصوبے ابھی عملی شکل اختیار نہیں کر سکتے تھے کہ ندوہ میں اختلاف پیدا ہو گئے اور مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہؒ نے جولائی ۱۹۱۳ء میں وہاں کی معتمدی سے استعفیٰ دے دیا لیکن اب ''دارالمصنفین'' کے خیال نے زور پکڑا چنانچہ یکم نومبر ۱۹۱۳ء کو منشی محمد امین زبیری صاحب کو (جو والی بھوپال کی بیگم صاحبہ کے لٹریری سیکرٹری تھے) ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں: ''جہاں یہ دونوں (سلیمان، عبدالسلام) اچھے بن گئے، کم بخت مخالفین نے اوقات اور کام میں خلل ڈال دیا ورنہ اور بھی داغ بیل پڑ رہی تھی، بہر حال یہ طے ہوئے کہ کہاں صدر مقام کروں تو پھر ارباب قلم کی تربیت شروع کروں، انشاء اللہ سیرت کے دفتر کو اتنا وسیع کرتا ہوں کہ ''دائرۃ التالیف'' بن جائے، ہندوستان میں اور ہر کام کے لیے انجمنیں ہیں، مگر تصنیفی انجمن کا میدان خالی ہے اور یہ سب سے بڑا اہم کام ہے، ایک لائق مصنف ہزاروں آدمیوں کے دلوں پر حکمرانی کرتا ہے۔'' (۴) غرض ان دنوں ''دارالمصنفین'' کی تاسیس کا خیال بار بار آپ کے ذہن میں آتا تھا اور آپ اپنے احباب اور شاگردوں سے مشورے کرتے تھے۔

دارالمصنفین کے قیام کی تجویز کی اشاعت: انہی دنوں میں جب آپ سیرت النبی ﷺ کی تالیف میں معروف تھے دارالمصنفین کے قیام کا خیال کر کے احباب اور شاگردوں کے مشورے سے بالآخر ۱۱ر فروری ۱۹۱۴ء کے الہلال میں یہ اہم تجویز شائع کی اور انگریزی میں اس کا ترجمہ کرایا چنانچہ مولوی ریاض حسن رئیس رسولپور ضلع مظفر پور

بہار کو ۲۶ر فروری ۱۹۱۴ء کو ایک خط میں لکھا کہ:

''ہاں دارالمصنفین کی تجویز الہلال میں کیا نظر سے نہیں گزری، ضرور دیکھیے آپ اس کے خاص مخاطب ہیں میں اس کے لیے خود وہاں تک آؤں گا۔ یہ میرا اخیر کام ہے اور زمرہ مصنفین کی دائمی خدمت ہے۔'' (۵)

دارالمصنفین کا مرکز: مولانا رحمۃ اللہ علیہؒ کی دلی خواہش تھی کہ دارالمصنفین ندوہ ہی میں قائم ہو، چنانچہ مولوی مسعود علی ندویؒ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان کو یہ لکھا کہ دارالمصنفین لکھنو میں اور ندوہ کے احاطہ میں قائم ہو تو اس کے جواب میں ۲۷ر جولائی ۱۹۱۴ء کو لکھا: ''بھائی وہ لوگ دارالمصنفین ندوہ میں بنانے کب دیں گے کہ میں بناؤں۔ میری اصل خواہش یہی ہے لیکن کیا کیا جائے، حالانکہ اس میں انہیں کا فائدہ ہے۔'' (۶)

دارالمصنفین کے قیام کے سلسلے میں مولانا حبیب الرحمٰن شروانیؒ کی رائے مانگی۔ مولانا شروانیؒ نے ان کے لیے خود اپنے وطن ''حبیب گنج'' کی پیش کش کی جسے مولاناؒ نے منظور نہیں کیا۔ اور لکھا:

''آپ دارالمصنفین کو حبیب گنج لے جانا چاہتے ہیں تو حضرت میں اعظم گڑھ کو کیوں نہ پیش کروں، اعظم گڑھ میں اپنا باغ اور دو بنگلے پیش کر سکتا ہوں۔'' (۷)

جب ''دارالمصنفین'' کے قیام کے لحاظ سے یہ ابتدائی کوششیں جاری تھیں انہی دنوں میں آپ کے بھائی کا انتقال ہوا اور آپ اعظم گڑھ تشریف لے آئے اور یہاں پر سکون واطمینان دیکھ کر اس شہر میں ''دارالمصنفین'' کے قیام کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے اپنے ذاتی باغ اور بنگلہ کو وقف کرنے کے لیے وقف نامہ لکھوانا شروع کر دیا اور سید سلیمان ندویؒ کے نام خط میں کتابوں کے مہیا ہونے اور وقف نامہ باغ کی تحریر وغیرہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ (۸)

ان مراحل کے بعد مولانا شبلیؒ نے چند قواعد مرتب کیے اور اپنے تلامذہ خاص کو خطوط بھیجے کہ وہ رختِ سفر باندھنے کیلئے تیار ہو جائیں لیکن اس دوران خود سالار قافلہ اس دنیا سے روانہ ہوئے اور مولاناؒ کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی:

''میں اس عمارت کو انشاء اللہ تعالیٰ پورا کر کے رہوں گا اور شاید وہی میرا مدفن بھی ہو۔'' (۸)

مولانا کے انتقال کے وقت دارالمصنفین جس شکل میں موجود تھا وہ دو کچے بنگلے چند سو کتابیں اور کچھ الماریوں پر مشتمل تھا اس کے علاوہ بعض تصانیف مثلاً سیرت النبی ﷺ کا پہلا حصہ تقریباً تیار ہو چکا تھا جیسا کہ ۱۹۱۳ء کے خط میں منشی محمد امین زبیری کے نام لکھتے ہیں کہ: ''کتاب کا پہلا حصہ جس میں سادہ حالات زندگی ہیں قریباً قریباً تیار ہو گیا ہے کتاب پانچ جلدوں میں ہوگی جو حصہ گویا تیار ہے وہ قریباً پانچ سو صفحوں میں ہیں۔'' (۹)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دارالمصنفین کے قیام کے حوالے سے مولوی غلام محمد کا یہ فرمانا کہ: ''سید الطائفہ ثانی قدس سرہ جب یہاں تشریف لائے تو نہ یہاں کچھ، نہ خود ان کے ساتھ کوئی ظاہری سامان واسباب آئے تھے۔ برس پہلے مولانا شبلیؒ نے دارالمصنفین کا خاکہ ضرور تیار فرمایا تھا بلکہ یہ تو ایک تصور تھا جس کا خارج میں کوئی وجود نہ تھا بلکہ اس کے آثار بھی

پیدا نہ تھے۔''(۱۰)

مولوی غلام محمد بی۔اے کے اس بیان کے علاوہ سید صباح الدین عبدالرحمٰن ''دارالمصنفین'' کے قیام کی نسبت لکھتے ہیں کہ: ''اس ادارے کے بانی اور پہلے ناظم سید سلیمان ندویؒ تھے۔''(۱۱)

ان دونوں بیانات سے یہی واضح ہوتا ہے کہ علامہ شبلی نعمانیؒ کی وفات کے وقت ''دارالمصنفین'' کا کوئی وجود نہ تھا بلکہ اس کے بانی و ناظم سید سلیمان ندویؒ ہیں۔ یہ دونوں بیانات درست نہیں کیونکہ علامہ شبلیؒ کی وفات سے پہلے پہلے ہی جیسا کہ آپ کے خطوط سے واضح ہوتا ہے کہ دارالمصنفین کے لیے ابتدائی انتظامات مکمل ہو چکے تھے، وقف نامہ کی تیاری جاری تھی۔ کتابیں بقدر ضرورت مہیا ہو چکی تھیں۔ مالی ضروریات کا بھی انتظام ہو چکا تھا اور تصنیفی و تالیفی خدمات کا آغاز بھی ہو چکا تھا۔

<u>دارالمصنفین کے قیام کا اعلان:</u> مولانا شبلیؒ کے انتقال کے تیسرے دن ۲۱ر نومبر ۱۹۱۴ء کو مولانا حمید الدین فراہیؒ کی دعوت پر آپ کے تلامذہ جمع ہوئے اور ایک عارضی مجلس ''اخوان الصفاء'' کے نام سے قائم کی گئی جس کے صدر مولانا حمید الدین فراہیؒ، ناظم مولانا سید سلیمان ندویؒ، اور مہتمم مولوی مسعود علی ندویؒ مقرر ہوئے۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے اخبارات میں مضامین لکھ کر ''دارالمصنفین'' کے قیام کی اطلاع دی اور تعاون کی اپیل کی۔(۱۲)

<u>دارالمصنفین کے مقاصد:</u> دارالمصنفین کے اہداف و مقاصد کا ذکر گذشتہ صفحات میں آ چکا ہے لیکن یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ دارالمصنفین کا بنیادی مقصد تصنیف و تالیف کے لیے اہل علم کی تربیت کرنا، بلند پایہ کتابوں کی تصنیف و تالیف و ترجمہ اور ان کی اشاعت کا انتظام کرنا تھا۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے ۱۹۱۵ء میں جب دارالمصنفین شبلی اکیڈمی کے نام سے اس ادارہ کی رجسٹریشن کرائی گئی تو اس کے مندرجہ ذیل مقاصد قرار دیے گئے:

۱۔ ملک میں اعلیٰ مصنفین اور اہل قلم کی جماعت پیدا کرنا ۲۔ بلند پایہ کتابوں کی تصنیف و تالیف و ترجمہ

۳۔ ان کی اور دیگر علمی و ادبی کتابوں کی طبع و اشاعت کا انتظام کرنا۔(۱۳)

<u>دارالمصنفین کے رفقاء و منتظمین:</u> دارالمصنفین کو مختلف وقتوں میں جن رفقاء و مصنفین و منتظمین کی خدمات و سرپرستی حاصل رہی ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں: ۱۔ مولانا حمید الدین فراہیؒ ۲۔ ڈاکٹر محمد عزیزؒ

۳۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ ۴۔ ڈاکٹر محمد یوسف کوکنؒ ۵۔ مولانا مسعود علی ندویؒ

۶۔ مولانا مجیب اللہ ندویؒ۔ ۷۔ مولانا عبدالسلام ندویؒ ۸۔ ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندویؒ۔

۹۔ جناب خاور نعمانی خلف مولانا شبلی نعمانیؒ ۱۰۔ حافظ عمیر الصدیق دریا آبادیؒ

۱۱۔ مولانا حبیب الرحمٰن شیروانیؒ ۱۲۔ مولانا عبدالباریؒ ندوی ۱۳۔ نواب سید علی حسن خانؒ

۱۴۔ مولانا سعید انصاریؒ ۱۵۔ پروفیسر عبدالقادرؒ ۱۶۔ مولانا ابوالجلال ندویؒ

۱۷۔مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ ۱۸۔ مولانا ابوظفر ندویؒ ۱۹۔مولانا شاہ معین الدین ندویؒ

۲۰۔سید صباح الدین عبدالرحمٰن ندویؒ ۲۱۔مولانا اویس ندوی نگرامیؒ

۲۲۔ مولانا سید ریاست علی ندویؒ ۲۳۔مولانا ضیاء الدین اصلاحیؒ ۲۴۔مولانا عبدالرحمٰن پرواز اصلاحیؒ

۲۵۔مولوی محمد عارف عمریؒ ۲۶۔مولوی محمد منصور ندویؒ

دارالمصنفین کے پہلے ناظم سید سلیمان ندویؒ تھے، آپ ۱۹۴۶ء تک دارالمصنفین سے وابستہ رہے اور اس دوران آپ نے دارالمصنفین کی تعمیر و ترقی کے لیے کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ ۱۹۴۶ء میں آپ بھوپال چلے گئے اور وہاں قاضی القضاۃ مقرر ہوئے اور تقسیم ہندوستان کے بعد پاکستان چلے آئے۔

آپ کی ہجرت کے بعد مولانا شاہ معین الدینؒ نے نظامت سنبھالی، ۱۹۷۴ء میں آپ کی وفات کے بعد سید صباح الدین عبدالرحمٰنؒ نے دارالمصنفین کے ناظم کی ذمہ داری سنبھالی۔ اور اسے آخری دم تک بخیر و خوبی سرانجام دیتے رہے اور اب یہ ذمہ داری مولانا ضیاء الدین اصلاحیؒ سرانجام دے رہے تھے۔ (۱۴)

دارالمصنفین کی تصنیفی و تالیفی خدمات: دارالمصنفین کے زیر اہتمام تصنیفات کو مختلف النوع موضوعات سے ہونے کے سبب درج ذیل عنوانات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ سلسلہ سیرت النبی ﷺ ۲۔ سلسلہ سیر الصحابہؓ و تابعینؒ ۳۔ سلسلہ تاریخ اسلام

۴۔ سلسلہ تاریخ علوم و فنون ۵۔ سلسلہ تاریخ ہند ۶۔ شخصیات و سوانح ۷۔ حدیث و محدثین

۸۔ فقہ و فقہا ۹۔ فلسفہ و کلام ۱۰۔ قرآنیات ۱۱۔ ادب و تنقید ۱۲۔ سلسلہ اسلام و مستشرقین

۱۳۔مقالات و خطبات ۱۴۔ اہم عصری مسائل

آگے صفحات میں دارالمصنفین کی مطبوعات کا موضوعات کے لحاظ سے ایک سرسری جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

سلسلہ سیرۃ النبی ﷺ: دارالمصنفین کا آغاز پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کی تالیف کے مقدس و بابرکت عمل سے ہوا۔ سیرۃ النبی ﷺ کے نام سے یہ بے نظیر کتاب سات جلدوں پر مشتمل ہے، ابتدائی دو جلدیں علامہ شبلیؒ کے قلم سے ہیں اور بقیہ پانچ جلدوں میں سے چار جلدیں سید سلیمان ندویؒ اور آخری جلد سید صباح الدین عبدالرحمٰنؒ نے مرتب کی ہیں۔ بلاشبہ یہ دارالمصنفین کی مقبول ترین کتاب اور اس کا سرمایہ افتخار ہے جس کی مثال اردو ہی نہیں عالم اسلام بلکہ دنیا کی کسی زبان میں نہیں ملتی، اس کی عظمت و بلند پائیگی اور مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں مثلاً عربی، فارسی، ترکی، انگریزی، پشتو اور ملیالم وغیرہ میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے اور اس کے سینکڑوں ایڈیشن طبع ہو کر مقبول ہو چکے ہیں۔ (۱۵)

سیرت النبی ﷺ کے علاوہ دارالمصنفین نے اس موضوع پر دو اور کتابیں رحمت عالم اور خطبات مدراس بھی شائع کی

ہیں، رحمت عالم بچوں کیلئے انتہائی آسان زبان میں لکھی گئی ہے۔ سیرت کے موضوع پر یہ انتہائی جامع کتاب ہے۔

خطبات مدراس میں سیرت نبوی ﷺ کا پورا خلاصہ اور اس کے تمام پہلو آ گئے ہیں۔ اپنے موضوع کی تمام خصوصیات کے ساتھ یہ کتاب انتہائی جامع اور دل نشین ہے۔

سلسلہ سیر الصحابہؓ: دارالمصنفین کا ایک اور بڑا کارنامہ حضرات صحابہ کرامؓ کے احوال و آثار کی تحقیق و تدوین ہے۔ اردو زبان میں صحابہ کرامؓ کے حالات و سوانح اور ان کے علمی و دینی اور سیاسی کارناموں کا ایسا مفصل اور جامع اور مکمل سلسلہ تالیف موجود نہ تھا بلکہ اس مرتب صورت میں خود عربی زبان میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی جس میں صحابہ کرامؓ کے عقائد، خیالات، عبادات، معالات، اخلاق و معاشرت اور ان کی عملی زندگی اور ان کے سیاسی انتظامی اور علمی کارناموں کے واقعات مربوط شکل میں پیش کیے گئے ہوں۔ اس سلسلہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس سے عہد رسالت و صحابہ کرامؓ کی سیاسی اور معاشرتی دونوں طرح کے حالات کا واضح نقشہ سامنے آ جاتا ہے۔

سلسلہ سیرت الصحابہؓ ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے جس کی فہرست یہ ہے:

۱۔ خلفائے راشدینؓ جلد اول از مولانا شاہ معین الدین ندویؒ ۲۔ مہاجرین (حصہ اول) جلد دوم ایضاً

۳۔ مہاجرین (حصہ دوم) جلد سوم از مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ

۴۔ سیر انصار (حصہ اول) جلد چہارم از مولانا سعید انصاریؒ ۵۔ سیر انصار (حصہ دوم) جلد پنجم ایضاً

۶۔ سیر الصحابہ جلد ششم از مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ ۷۔ سیر الصحابہ جلد ہفتم ایضاً

(۵۰ صحابہ کرام کے حالات و سوانح جو فتح مکہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے)

۸۔ سیر الصحابیات جلد ہشتم از مولانا سعید انصاریؒ ۹۔ اسوہ صحابہ (اول) جلد نہم از مولانا عبدالسلام ندویؒ

۱۰۔ اسوہ صحابہ (دوم) جلد دہم ایضاً ۱۱۔ اسوہ صحابیات جلد یازدہم از مولانا مجیب اللہ ندویؒ

سلسلہ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ: حضرات صحابہ کرامؓ کے فیض یافتہ اور ان کے صحیح اور سچے جانشین حضرات تابعینؒ تھے اور ان کے سچے وارث اور ان کے تربیت یافتہ حضرات تبع تابعین تھے تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کا جس دور سے تعلق ہے وہ مسلمانوں کی تاریخ کا انتہائی روشن اور تابناک عہد ہے۔ دارالمصنفین نے ان حالات و واقعات، علم و عمل اور زہد و ورع کی داستان بھی اپنے رفقاء سے قلمبند کرا کے شائع کی جسکی فہرست یہ ہے:

۱۔ تابعین از مولانا شاہ معین الدین ندویؒ

۲۔ تبع تابعین (جلد اول) از مولانا مجیب اللہ ندویؒ

۳۔ تبع تابعین (جلد دوم) از ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندویؒ

سلسلہ تاریخ اسلام: دنیا کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں نے بڑی بڑی حکومتیں قائم کیں جو عرصہ دراز

تک قائم رہیں۔ضرورت تھی کہ ان کی مفصل تاریخ لکھی جائے۔دارالمصنفین کے متعدد علمی منصوبوں میں ایک تاریخ اسلام کی تدوین بھی تھی، چنانچہ اس موضوع پر دارالمصنفین نے متعدد کتابیں تصنیف کرائیں اور انہیں شائع کیا،اب تک تاریخ کے مندرجہ ذیل حصے شائع ہو چکے ہیں:

۱۔تاریخ اسلام (اول) خلافت راشدہ از مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ

۲۔تاریخ اسلام (دوم) بنی امیہ ایضاً ۳۔تاریخ اسلام (سوم) بنی عباس ایضاً

۴۔تاریخ اسلام (چہارم) بنی عباس از مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ

۵۔تاریخ دولت عثمانیہ (اول) از ڈاکٹر محمد عزیزؒ ۶۔تاریخ دولت عثمانیہ (دوم) ایضاً

۷۔تاریخ صقلیہ (اول) از مولانا سید ریاست علی ندویؒ ۸۔تاریخ صقلیہ (دوم) ایضاً

۹۔تاریخ اندلس (اول) ایضاً ۱۰۔اسلام اور عربی تمدن از مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ

۱۱۔عرب کی موجودہ حکومتیں ایضاً ۱۲۔تاریخ دعوت وعزیمت (اول) از مولانا سید ابوالحسن ندویؒ

۱۳۔تاریخ دعوت وعزیمت (دوم) ایضاً ۱۴۔اسلام کا سیاسی نظام از مولانا محمد اسحاق سندیلویؒ

۱۵۔ہماری بادشاہی ۔از مولانا عبدالسلام قدوائی ندویؒ ۱۶۔عربوں کی جہازرانی از مولانا سید سلیمان ندویؒ

۱۷۔بہادر خواتین ایضاً ۱۸۔اسلام میں مذہبی رواداری از سید صباح الدین عبدالرحمٰنؒ

۱۹۔صلیبی جنگیں ایضاً ۲۰۔چینی مسلمان از بدرالدین چینیؒ

ان مطبوعات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دارالمصنفین نے مسلمانوں کی تاریخ کی کس قدر خدمت انجام دی ہے۔

دارالمصنفین کی ان تاریخی تصانیف کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، اہل علم کی پذیرائی کے ساتھ ہندوپاک کی مختلف یونیورسٹیوں نے ان کو اپنے نصاب تعلیم میں بھی شامل کیا۔صقلیہ یعنی سسلی میں مسلمانوں نے ڈھائی سو برس تک حکمرانی کی مگر اردو کیا عربی وانگریزی میں بھی اس کی کوئی مفصل اور مبسوط تاریخ موجود نہ تھی، دارالمصنفین نے اس کی طرف توجہ کی اور مولانا سید ریاست علی ندویؒ نے دو جلدوں میں اس کی نہایت جامع مستند اور مکمل تاریخ قلمبند کی، اسی طرح تاریخ دولت عثمانیہ بھی اپنے موضوع پر بے نظیر اور معرکۃ الآراء کتاب ہے۔تاریخ اندلس بھی دارالمصنفین کا شاہکار ہے۔

چین کے مسلمانوں کے بارے میں سرے سے کوئی اطلاع ہی نہیں تھی، دارالمصنفین نے یہاں کے مسلمانوں کی تاریخ بھی شائع کی جو چینی مسلمان کے نام سے ہے اور بدرالدین چینی کی تصنیف ہے۔

ان اشاعتوں سے ظاہر ہے کہ دارالمصنفین کی یہ کوشش رہی کہ ہر اپسے ملک کی تاریخ اردو میں آجائے جہاں مسلمانوں نے اپنے سیاسی، تہذیبی اور تمدنی وجود کا احساس دلایا ہے۔

__تاریخ ہند:__ ہندوستان میں مسلمانوں نے تقریباً ایک ہزار برس حکمرانی کی اور اسے علمی وادبی، تاریخی، تعلیمی

،سیاسی، انتظامی اور تعمیری واقتصادی ہر طرح سے انتہائی ترقی دی۔ضرورت تھی کہ اس کی علمی وتمدنی اور سیاسی ومعاشرتی تاریخ قلمبند کی جائے ، دارالمصنفین نے روز اول ہی سے اس عظیم تاریخ کی تدوین وترتیب پیش نظر رکھی۔ علامہ شبلیؒ کے تصنیفی منصوبوں میں اسے خاص اہمیت حاصل رہی، چنانچہ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے تاریخ ہند کی تدوین کا ایک جامع منصوبہ بنایا جس کا مقصد ہندوستان کے تمام علاقوں کی تاریخ کی تدوین تھا۔ تاریخ سندھ سے اس منصوبہ کا آغاز ہوا، سید سلیمان ندویؒ کے بعد سید صباح الدین عبدالرحمٰنؒ نے اس موضوع پر مسلسل کام جاری رکھا، اس سلسلہ میں اب تک مندرجہ ذیل کتابیں دارالمصنفین سے شائع ہو چکی ہیں: ۱۔تاریخ سندھ (اول ودوم) از مولانا سید ابوظفر ندویؒ

۲۔مختصر تاریخ ہند۔ ایضاً ۳۔مختصر تاریخ گجرات۔ ایضاً ۴۔گجرات کی تمدنی تاریخ۔ ایضاً

۵۔عرب وہند کے تعلقات از سید سلیمان ندویؒ ۶۔رقعات عالمگیر۔ از نجیب اشرف ندویؒ

۷۔مقدمہ رقعات عالمگیر۔ایضاً ۸۔ ہندوستان عربوں کی نظر میں (اول) از مولانا ضیاء الدین اصلاحیؒ

۹۔ہندوستان عربوں کی نظر میں (دوم) ایضاً ۱۰۔ ہندوستان کی کہانی۔از مولانا عبدالسلام قدوائی ندویؒ

۱۱۔ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں۔از مولانا ابوالحسنات ندویؒ ۱۲۔کشمیر سلاطین کے عہد میں۔ از محب الحسن مترجم میجر علی حماد عباسیؒ ۱۳۔اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں۔ مترجم مولانا ابوالعرفان ندویؒ۔

تاریخ ہند کی ترتیب وتدوین میں سب سے زیادہ حصہ جناب سید صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم کا ہے جن کو خاص اسی مقصد سے مولانا سید سلیمان ندویؒ نے اپنی تربیت ورہنمائی میں تیار کیا تھا، چنانچہ انہوں نے مدت العمر اسی موضوع کی خدمت کی، ان کی مندرجہ ذیل کتابیں دارالمصنفین نے شائع کی ہیں:

۱۴۔بزم تیموریہ (تین جلدیں) ۱۵۔بزم مملوکیہ ۱۶۔ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی جلوے

۱۷۔ہندوستان کے عہد وسطیٰ کی ایک جھلک۔ ۱۸۔ہندوستان کے سلاطین علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر

۱۹۔ہندوستان کے عہد وسطیٰ کا فوجی نظام۔ ۲۰۔ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی کارنامے

۲۱۔عہد مغلیہ ہندو مسلم مورخین کی نظر میں ۲۲۔ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری (تین جلدیں) ۲۳۔ہندوستان کی بزم رفتہ کی سچی کہانیاں (دو جلدیں) ۲۴۔عہد مغلیہ میں ہندوستان سے محبت وشیفتگی کے جذبات ۲۵۔ ہندوستان امیر خسرو کی نظر میں۔ ۲۶۔بابری مسجد۔ ۲۷۔بزم صوفیا۔

۲۸۔ صلیبی جنگیں ۲۹۔سلاطین دہلی کے عہد میں ہندوستان سے محبت اور شیفتگی کے جذبات

۳۰۔ اسلامی اور مذہبی رواداری۔ ۳۱۔مسلمانوں کے عروج وزوال کے اسباب

(جاری ہے)